BA Part - III
Paper - VI

اردو تنقید پر ایک نظر

classmate
Date:
Page: 1

سوال: کلیم الدین احمد کی تنقید مغربی ادب سے متاثر ہے۔ یہی سبب ہے کہ انہوں نے مشرقی کی روایت پر کڑی نظر ڈالی ہے۔ آپ اس خیال سے کہاں تک اتفاق کرتے ہیں۔ واضح کریں؛

جواب: کلیم الدین احمد اردو کے ماہر نقاد کی حیثیت سے ممتاز ہیں۔ ان کی تنقید نگاری میں عالمی ادب کا شعور ملتا ہے۔ وہ خود انگریزی ادب سے منسلک تھے، پٹنہ یونیورسٹی میں انگریزی ادب کے پروفیسر تھے۔ اس لیے مغربی ادب سے وہ براہ راست استفادہ کی اچھی صلاحیت کے مالک تھے۔ وہ جو کچھ حق سمجھتے تھے۔ اس کے اظہار میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ اپنی اسی فطری جذبات کو تمہیدی کلمات میں بیان کیا ہے۔

مشکل ہے کہ اک بندۂ حق بین و حق اندیش — خاشاک کے تودے کو کہے کوہ دماوند

لیکن ان کی سخت تنقید اکثر ناگوار محسوس کی جاتی تھی۔ ان کو مغرب کا اندھا مقلد ہونے کا طعنہ دیا جاتا تھا۔ ترقی پسند تحریک کے وہ کٹر مخالف سمجھے جاتے تھے۔ لیکن وہ حق بین اور حق اندیش تھے۔ وہ اردو ادب کی آبیاری اور شاعری کرتے ہمیشہ بے باک رہے۔

پروفیسر آل احمد سرور کے مطابق:

" اردو تنقید میں کلیم الدین احمد کی خاص اہمیت ہے۔ بعض حضرات انہیں محض مغرب کا اندھا مقلد اور مارکس کا کٹر مخالف کہہ کر ٹال نہیں جا سکتا؟ کلیم الدین ایف۔ آر۔ لیوس کے خاکہ گر ہیں۔ لیوس کی طرح ان کے یہاں ادب کو ایک انسان اور اخلاق پہلو سے گہری شیفتگی ملتی ہے۔ ان کے یہاں [illegible] کے close پڑھنے کی لگن ہے اور ذمہ دارانہ مطالعہ کی روایت ہے اور اس کے ساتھ ادبیت اور بیت تعلق بھی ہے۔ جو بعض اوقات ناگوار ہوتی ہے۔ لیکن ان کی انتہا پسندی سے چڑھنے کے بجائے اگر ان کا سنجیدگی سے مطالعہ کیا جائے تو عالمی معیار کے مطابق ان کی اردو ادب کو پرکھنے کی کوشش سے ہم اتفاق کریں گے۔"

مغربی ادب سے استفادہ کے متعلق کلیم الدین احمد کا واضح نظریہ تھا۔ فرماتے ہیں کہ:-

" اردو والوں کے لیے مغربی ادب سے متعلق معلومات مہیا کرنا بری بات نہیں۔ لیکن کام کو سلیقے سے کرنا چاہیے"

مغرب کی پیروی کا مشورہ کلیم الدین احمد کے یہاں نئی نہیں ہے بلکہ آزاد، حالی، شبلی اور عبدالحق صاحب نے بھی مغربی ادب سے استفادہ کرنے کا مشورہ دیا تھا اور اس پر عمل بھی کیا۔

مولانا عبدالحق صاحب لکھتے ہیں:

" دنیا میں ہر قوم کی زندگی میں ایک ایسا زمانہ آتا ہے۔ جب کہ اس کے قوائے ذہنی میں انحطاط کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں۔ ایجاد و اختراع اور غور و فکر کا مادہ گویا مفقود ہو جاتا ہے۔ تخیل کی پرواز اور تلاش کی جولانی تنگ اور محدود ہو جاتی ہے۔ علم کا دار و مدار چند رسمی جملوں کی جولانی تنگ اور محدود ہو جاتی ہے علم کا دار و مدار چند رسمی جملوں اور تقلید پر رہ جاتا ہے۔ اس وقت قوم یا تو بیکار اور مردہ ہو جاتی ہے۔ سنبھلنے کے لیے لازم ہو جاتا ہے کہ وہ دوسری ترقی یافتہ اقوام کا اثر قبول کرے۔ تاریخ عالم کے ہر دور میں ایسی شہادتیں موجود ہیں۔ خود ہمارے دیکھتے دیکھتے جاپان پر یہی گذری اور یہی حالت اب ہندوستان کی ہے۔"

مغرب سے استفادہ کوئی بری چیز نہیں ہے۔ لیکن اس سے استفادہ کا شعور ضروری ہے۔ پروفیسر آل احمد سرور نے بھی مغربی ادب سے استفادہ حاصل کرنے کا اعتراف کیا ہے؛

" مجھے مغربی ادب کا مطالعہ سے بڑا فائدہ ہوا ہے۔ یوں بھی ادب میں جغرافیائی قلعہ بندیوں کا میں قائل نہیں ہوں اور بعض تاریخی اور نفسیاتی حقائق سے بھی بڑی مدد ملتی ہے"۔۔۔ ہم انگریزی تنقید کے عام معیار سے اور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو غذائیت بھی رکھتی ہے اور زود ہضم بھی ہے مگر انگریزی تنقید سے فائدہ اٹھانے کے لیے دانائے راز اور محرم اسرار ہونا بھی

اردو تنقید پر ایک نظر

زوروں سے اندھی تقلید اور مقبول ہوئی"

مولانا عبدالحق اور پروفیسر آل احمد سرور کے مغربی افکار سے استفادہ کرنے پر پروفیسر کلیم الدین احمد کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

"ادب میں اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ دوسری ترقی یافتہ قوموں سے استفادہ کیا جائے۔ اردو میں پیروی مغربی عام ہوئی۔ نئے لکھنے والوں کو مغربی ادب اور اصول تنقید کا مسلسل ساتھ ہے لیکن اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ ان کی واقفیت سطحی اور ناکافی رہی۔ مغربی باتوں کو سمجھنے کی صلاحیت کی بھی کمی رہی۔ رہنما خود ہی راہ سے بیگانہ رہا۔ پھر دوسروں کی رہنمائی کیسے ممکن ہوتی؟"

کلیم الدین احمد مغرب سے استفادہ کو ضروری خیال کے ساتھ جائز سمجھتے تھے۔ ان پر مغربی ادب کا اندھا مقلد ہونے کا اعتراض درست نہیں ہے۔ وہ غیر زبان کے ادب کے متعلق یہ احساس رکھتے تھے کہ اچھی چیزوں سے ضرور استفادہ کیا جائے۔ لیکن استفادہ کرنے والے کو مغربی ادب اور مشرقی ادب دونوں پر برابر کا اور کامل دستگاہ ہونی چاہئے۔ حالی آزادی فکر کے ساتھ مغرب سے استفادے کے قائل تھے۔ وہ شاعری، تنقید اور دوسرے علوم کے لئے مغربی اثرات سے استفادہ کرنے میں مذاق سلیم سوجھ بوجھ کی شرط لگاتے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق یہ اعتراض بھی درست نہیں ہے کہ وہ مغربی افکار کو مشرق پر غالب کرنے کے حامی تھے اور اسی جذبہ کے تحت انہوں نے مشرقی تنقید پر سخت گرفت کی ہے۔ ایسا کہنا درست نہیں ہے۔

کلیم الدین احمد کے یہاں مغرب سے استفادہ محض نقل کی حد تک محدود رہنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ استفادہ کے بعد کوئی نیا نقطۂ نظر پیش کرنے، کوئی نئی راہ تلاش کرنے کی تاکید ملتی ہے۔

کلیم الدین احمد ایک اچھے نقاد تھے اور صاف گو نقاد تھے۔ بیباک اور بارعب تھے۔ وہ ادبی دنیا کے کولمبس تھے۔ وہ پرانے پن اور نیا پن کا احترام نہیں کرتے تھے بلکہ وہ صرف اچھی چیزوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے چاہے وہ پرانی ہو یا نئی ہو۔ کسی اچھی چیز کو برا کہنا گناہ سمجھتے تھے چاہے وہ مشرقی ہو یا مغربی ہو۔ وہ اپنا ایک واضح نظریہ رکھتے تھے۔ جس کو پھیلانا چاہتے تھے۔ وہ ایسے نقاد نہیں تھے جن پر جانب داری کا الزام لگایا جائے۔ وہ نہ مشرقی تھے اور نہ مغربی تھے بلکہ ایک سچے نقاد تھے۔ اچھے برے میں تمیز کرنا جانتے تھے۔ انہوں نے پوری تحقیق اور غیر جانب داری سے حق کے لئے فیصلہ دیا ہے اور ناحق کو الگ کر دیا ہے۔ اردو ادب کو پستی سے نکال کر علم و عرفان کی بلندی عطا کی ہے۔ تنقید کے مختلف موضوعات پر انہوں نے کام کیا ہے اور شاعری پر ایک نظر دو جلدوں میں، اردو تنقید پر ایک نظر، عملی تنقید، ادبی تنقید، مغربی تنقید، قدیم مغربی تنقید کی مختصر جھلکیاں۔ اور متعدد اچھے مقالے انہوں نے لکھے ہیں۔ ان تمام علمی ذخیروں کو دیکھنے کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مغربی افکار و نظریات سے متاثر تھے۔ وہ غیر جانب دار اور سچے علم دوست، صاحب نظر اور اعلیٰ فکر کے مالک تھے۔ اردو ادب کی ترقی پر دل و جان سے قربان تھے۔